علامہ محمد اقبال،ضربِ کلیم اور عصری مسائل

محمد افضال بٹ
رفعت چودھری

Abstract:

Zarb-e-Kaleem was the last collection of poetry that was published in the life of Allama Muhammad Iqbal. It was a declaration of war against the evil forces of the era. In this collection of poetry, Allama Iqbal has taken a very blunt approach about general life. The subject of Zarb-e-Kaleem is the facts and problems of the life. In this scripture he has made it clear that he is disgusted with the evils of the present and how these defects can be removed. This book is a testament to Iqbal's intellectual realism and skill. Reading this book unveils the human eye and he becomes the guardian of truth.

''ضرب کلیم'' جولائی ۱۹۳۶ء میں شائع ہوئی اسے ''صوراسرافیل'' کا نام دیا گیا لیکن جب مجموعہ مرتب ہوا تو موضوع کی مناسبت سے ''ضربِ کلیم'' رکھا گیا۔ ''ضربِ کلیم'' آخری شعری مجموعہ ہے جو علامہ کی زندگی میں شائع ہوا۔ ''ضربِ کلیم'' میں اقبال کے دل و دماغ پر فلسفہ اپنی بھرپور طاقت سے غالب نظر آتا ہے۔ اس مجموعہ کو خاص شہرت اور مقبولیت حاصل ہوئی۔ اس کی نظموں میں فکر اور جذبہ ہے۔ یہ نظمیں فلسفیانہ رنگ میں رنگی ہوئی ہیں۔ ضربِ کلیم میں دورِ حاضر کے تمام مسائل کا احاطہ کیا گیا ہے۔ ضربِ کلیم کی نظموں میں اختصار اور معلمانہ آہنگ اور عمومی زندگی کے بارے میں قطعی دوٹوک انداز اختیار کیا گیا ہے۔ اس کتاب میں علامہ نے اپنے وسیع تجربہ، مشاہدہ اور بصیرت کی روشنی میں دورِ حاضر پر تنقید کی ہے۔ علامہ نے خود اس مجموعے کو دورِ حاضر کے خلاف اعلان جنگ کہا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ''ضربِ کلیم'' میں ہمیں اقبال کی اصل تعلیم، تصورات، فلسفہ حیات معین انداز میں وضاحت سے ملتا ہے۔ ضربِ کلیم میں علامہ کے افکار کی آفاقیت واضح ہے۔ ضربِ کلیم کی لفظیات میں اتنی وسعت اور مٹھاس ہے کہ جوں جوں مضامین کی گرہ کھلتی ہے۔ قاری کی روحانی تسکین کے ساتھ علمی تشنگی بھی بڑھتی جاتی ہے۔ یہ اعلان جنگ ہے۔ باطل قوتوں کے خلاف، عصرِ حاضر کے خلاف۔ جنگ دراصل ایک ذہنی انقلاب کی نوید ہے۔ جو اقبال کی عمر بھر کی ذہنی کاوشوں کا نتیجہ ہے۔ علامہ زندگی کو حرکت سمجھتے ہیں۔ ایسی حرکت جس میں قوت زور، تگ ودو، سوز و ساز

ہو۔ضرب کلیم زندگی کی ان صفات کو سامنے رکھ کر راز و خیات کے مختلف موضوعات پر تنقیدی نظر ڈالتی ہے۔

علامہ اقبال نے ضربِ کلیم میں مسلمانوں کو سرگرم ہونے کا درس دیا ہے۔کیونکہ متحرک ہونا ہی زندگی ہے۔فرد کو ہمیشہ اپنی انفرادیت قائم رکھنی چاہیے۔اور فطرت کی حقیقت کو پا کر زندگی میں شعلہ خیزی پیدا کرنی چاہیے۔ضربِ کلیم کا مزاج دوسری کتابوں سے مختلف ہے۔ضربِ کلیم کا لب ولہجہ اقبال کی باقی کتب کے مقابلے میں مختلف ہے۔یہ تلخ نوائی اپنے عہد کی بیصری اور ذوقِ نغمہ کی کمیابی کے خلاف ایک طرح کا اخراج ہے۔جب جاوید نامہ اور بالِ جبریل کے حد درجے لطیف، سبک اور شیریں لہجے بنی نوع انسان کی مسیحائی کرتے نظر نہ آئے تو شاعر کو مجبوراً ''ضربِ کلیم'' کے نشتروں سے کام لینا پڑا۔[۱]

فن شاعری کا جو کمال ''بالِ جبریل'' کی نظموں میں وسیع پیمانے پر ظاہر ہوا ہے۔اس کے نمونے ضربِ کلیم میں چھوٹے پیمانے پر نظر آتے ہیں۔ضربِ کلیم میں شاعر کا تخیل پیکر تراشی سے زیادہ نکتہ سنجی کی طرف مائل ہو گیا ہے لیکن ترنم میں کوئی فرق نہیں آیا۔علامہ مختصر سانچوں میں مشکل سے مشکل مواد کو سمیٹ کر نگینہ سا بنا دیتے ہیں۔یہ صورتِ فنکاری ضربِ کلیم کی نظموں کی فہرست پر نظر ڈالتے ہی واضح ہو جاتا ہے۔

''ضربِ کلیم'' کا موضوع زندگی کے حقائق ہیں۔''ضربِ کلیم'' کی نظموں میں علامہ نے ان اقدار کو اجاگر کیا ہے جن کو وہ عمل پیرا دیکھنا چاہتے تھے۔اور ان اقدار کی مخالفت کرتے رہے۔جو افراد اور معاشرے کو زوال سے ہم کنار کر دیتی ہے۔علامہ اقبال اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوتے اگر ان کی شاعری میں دل آویزی نہ ہوتی۔''ضربِ کلیم''،شعریت کی چاشنی سے مالامال ہے۔ضربِ کلیم کی شاعری شعریت اور تغزل کا آہنگ لیے ہوئے ہے۔''ضربِ کلیم''،میں نظمیں لمبی نہیں ہے۔غزلیں پوری کتاب میں تین چار ہیں۔''ضربِ کلیم'' کی چھوٹی چھوٹی موضوعی نظموں کو ہم فارسی اور اردو شاعری کی اصناف کے اعتبار سیں قطعات قرار دے سکتے ہیں۔پروفیسر منور اس بارے میں لکھتے ہیں:''جن نکات حضرت علامہ نے 'ضربِ کلیم' سے پہلے یا بعد بسیط انداز میں بیان کیا اور ان نکات کو ضربِ کلیم میں باقاعدہ نکات بنالیا اور اس پر تحدید کے ساتھ اظہارِ خیال کیا۔''[۲]

علامہ اقبال نے ضربِ کلیم میں واضح کر دیا کہ وہ کیا چاہتے ہیں اور کیا نہیں چاہتے۔اقبال نے ضربِ کلیم نام سوچ سمجھ کر رکھا تھا۔یہ کوئی غیر شعوری امر نہیں تھا۔ضربِ کلیم کا مطلب واضح تھا لیکن علامہ اقبال نے تشریح بھی کر دی۔''ضربِ کلیم''،یعنی اعلان جنگ دورِ حاضر کے خلاف۔''

علامہ نے ''ضربِ کلیم'' میں نقطہ وار نکتہ طرازی کی ہے اور مختلف موضوعات کو خدف توجہ بنایا ہے۔اقبال نے واضح کیا ہے کہ وہ عصر حاضر کی کس کس خرابی سے بیزار اور کس کس کمی کو پورا کرنا چاہتے تھے۔جن باتوں کو وہ پہلے پھیلا کر نظموں یا غزلوں میں بیان کر چکے تھے۔اب وہ ایک ہدف متعین کر کے بات کر رہے ہیں یا یوں کہ لیجیے کہ ضربِ کلیم بڑی ہی سنجیدہ مزاج کتاب ہے کیونکہ تحدیدی رویہ بڑی سنجیدگی کا متقاضی ہے۔لیکن ضربِ کلیم جس میں مختلف موضوعات پر حضرت علامہ نے تنقیدی خیالات کا اظہار کیا ہے "شعریت " کے جوہر سے خالی نہیں .انہوں نے فن

پر فنکارانہ تنقید کی ہے۔انہوں نے شاعری پر شاعرانہ طرز پر گرفت فرمائی ہے۔اوران کے طعنہ میں بھی رعنائی شامل ہے۔ضربِ کلیم اقبال کے تصورات ،فکر اور تصاویر فن کا عطر ہے۔

''اقبال کا فنی سانچہ اور شاعرانہ مزاج اتنا پختہ ہے کہ سیاسی مسائل،حتی کہ عصرِ حاضر کی سیاست طاقت کے واقعات پر بھی جب وہ اپنے خاص موقف اور اندازِ نظر سے اظہارِ خیال کرتے ہیں تو ان کے شدید سے شدید ذاتی جذبات بھی فن کے سانچے اور شاعرانہ مزاج پر کوئی خراش نہیں ڈالتے اوران میں کوئی رخنا پیدا نہیں کرتے۔''[۳]

''ضربِ کلیم'' کی نظم "مسولینی " کا موازنہ''بالِ جبریل'' کی نظم "مسولینی"کے ساتھ کیا جائے تو اقبال کے نظام فکر کی وسعت کے متنوع پہلوں کے درمیان توازن کا اندازہ ہوجاتا ہے۔ضربِ کلیم میں اقبال کی فکری حقیقت پسندی اور مہارت کا ثبوت ملتا ہے۔فنون لطیفہ،تہذیب وتمدن، سیاست و مذہب اور تعلیم و تربیت وغیرہ جیسے موضوعات پر جو تنقیدی آرا،فلسفیانہ گہرائی اور فنکارانہ اسلوب اس کتاب میں نظر آتا ہے۔ان کی رو سے ضربِ کلیم ایک منفرد مقام حاصل کر لیتی ہے۔ضربِ کلیم کے مطالعہ سے انسان کی خودی بیدار ہوتی ہے۔وہ خواب غفلت کی گہرائیوں سے چونک پڑتا ہے اوراپنے ماحول کو اپنے دل کی روشنی سے منور اور بے نقاب پاتا ہے۔اس کی آنکھوں سے پردہ اٹھ جاتا ہے اور وہ صداقت کا پاسباں بن جاتا ہے۔

''ضربِ کلیم'' کو ہاتھ میں لیتے ہی جب نظر سرورق پر پڑتی ہے تو ناظرین سے مخاطب ہوکر جو اشعار کہیں ہیں وہ انسان کی فکر کو جھنجھوڑ دینے کے ساتھ ساتھ ضربِ کلیم کی فکری سطح کی بھی دلالت دیتے ہیں۔

''جب تک نہ زندگی کے حقائق پہ ہو نظر
تیرا زجاج نہ ہو سکے گا حریف سنگ
یہ زورِ دست اور ضربت کاری کا ہے مقام
میدان جنگ میں نہ کر طلب لوائے چنگ
خون دل و جگر سے ہے سرمایہ حیات
فطرت لہو ترنگ ہے غافل !نہ جل ترنگ''[۴]

اقبال کی فکر یہ بتا رہی ہے کہ یہ جنگ و رباب اور بزم آرائی کا محل نہیں۔وقت کسی اور بات کا متقاضی ہے۔اس موقع پر غزل کی موسیقی یا عشق کا سرور اس قدر بے جوڑ ہے۔ضربِ کلیم،اک سامع مضامین کے لحاظ سے چھ حصوں پر مشتمل ہے۔متفرقات،تعلیم و تربیت،عورت،ادبیات،فنون لطیفہ،سیاست مشرق ومغرب،محراب وگل،افغان کے افکار،فکری حیثیت سے اگر دیکھا جائے تو متفرقات والے حصے کی زیادہ تر نظمیں فقر وایمان،قوت ودین، مدنیت اسلام وتمدن،مسلمانوں کی پستی وزوال،مسئلہ اجتہاد وغیرہ سے متعلق ہے۔ضربِ کلیم میں اقبال انسان کی

خودساختہ بندشوں اور زنجیروں کونہایت۔ بے باکی اور حوصلہ مندی سے توڑ کر مادی منزلوں سے آگے نکل جاتے ہیں۔

''ضربِ کلیم'' ......دور حاضر کے خلاف جنگ اسلام اور مسلمان اور اس حصے کی پہلی نظم " صبح " کو اگر مربوط کر کے دیکھا جائے تو اس امر کو سمجھنے میں دشواری نہیں ہوگی کہ فکری اعتبار سے اقبال کے نزدیک صبح سے مراد اسلامی نظام کے قیام کی صبح ہے۔اقبال مسلمانوں کو پیغام دے رہے ہیں کہ اگر وہ اسلامی انقلاب کی کامیابی کے مطمنی ہیں تو انہیں دورِ حاضر کے خلاف جنگ کرنی چاہیے۔

یہ سحر جو کبھی فردا ہے کبھی ہے امروز
نہیں معلوم کہ ہوتی ہے کہاں سے پیدا
وہ سحر جس سے لرزتا ہے شبستان وجود
ہوتی ہے بندہ مومن کی اذاں سے پیدا ۵

''ضربِ کلیم'' اپنی گن گرج، تلخ نوائی اور حق گوئی کی وجہ سے مشہور ہے اور اس میں شاعر نے اپنے دور کے سیاسی، معاشرتی، ادبی، تعلیمی، قومی اور مذہبی مسائل پر بڑے واضح الفاظ میں اظہارِ خیال کیا ہے۔اقبال مسلمانوں کی کم نظری اور بے مائیگی سے بیزار ہو کر مسئلہ تقدیر کی گتھیوں کو سلجھانے میں مصروف ہو جاتا ہے۔اس کی رائے میں مردِ مومن احکام الٰہی پر کاربند ہو جائے تو نوشتہ تقدیر کو آسانی سے مٹا سکتا ہے۔

تن بہ تقدیر ہے آج ان کے عمل کا انداز
تھی نہاں جن کے ارادوں میں خدا کی تقدیر ۶

لیکن اقبال مایوس بالکل نہیں ہوتے وہ پھر سے مسلمانوں کی ہمت افزائی کرتے ہیں اور ان کو ان کے شاندار مستقبل کی خبر دیتے ہیں۔

ناوک ہے مسلماں !ہدف اس کا ہے ثریا
ہے سرِ سرا پردِ جاں نکتہ معراج ۷
ہو خلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزمِ حق باطل ہو تو فولاد ہے مومن ۸

اس میں خیر اور حق کے لیے شر اور باطل کے خلاف مومن کو حوصلہ دیتے ہوئے نظر آتے ہیں اقبال۔''ضربِ کلیم'' میں بھی یہی فکری پہلو اقبال نے بیان کیا ہے کہ یہی وہ روح اور روحانی جدلیات ہے جس کے نتیجے میں تاریخ کے انقلابات رونما ہوئے ہیں جس سے گریز کھلی شکست اور مسائل زندگی سے فرار ہے۔اسی سلسلے میں اقبال فرماتے ہیں کہ:

مجاہدانہ حرارت نہ رہی صوفی میں
بہانہ ہے عملی کا نہی شراب است
گریز کشمکش زندگی سے مردوں کی
اگر شکست نہیں ہے تو اور کیا ہے شکست ۹؎

قوت اقبال کے نزدیک ایک بنیادی عنصر ہے جسے وہ جلال سےبھی تعبیر کرتے ہیں ان کے خیال میں زندگی کے اندر توازن اسی وقت قائم ہوسکتا ہے جب جمال کے ساتھ جلال بھی موجود ہو۔ اقبال انسانی کردار میں حقیقت پسندانہ توازن چاہتے ہیں ان کا مثالی انسان معتدل اور جامع شخصیت کا مالک ہے۔

قہاری و غفاری و قدوسی و جبروت
یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان ۱۰؎

اقبال قوت کے بارے میں ایک خاص نظریہ رکھتے تھے اور یہ نظریہ ضربِ کلیم کی ایک نظم کے اس فکر انگیز شعر سے واضح ہو جاتا ہے۔

لا دیں ہو تو ہے زہر ہلاہل سے بڑھ کر
ہو دیں کی حفاظت میں تو ہرز ہر کا تریاق ۱۱؎

تسخیر کائنات کی اس جدوجہد میں اقبال ایک ایسے مثالی فقیر کے طالب ہیں جو صحیح معنوں میں مردِ خدا ہو۔اسی مردِ خدا کو اقبال مستقبل کا دین سمجھتے ہیں۔

اگر جواں ہوں مری قوم کے جسور و غیور
قلندری مری کچھ کم سکندری سے نہیں

ضربِ کلیم کے بارے میں ڈاکٹر عبدالمغنی کہتے ہیں کہ

> ''ضربِ کلیم کے بارے میں بعض ستا بین اور کم نظر ناقدوں نے مشہور کر رکھا ہے کہ اس میں شعریت بہت کم ہے اور علم و عشق اور شعاعِ امید کے کے علاوہ کسی نظم کی شعریت پر ان کی نگاہ نہیں پڑتی لیکن معراج، مدنیت اسلام، مردِ مسلماں، فنون لطیفہ، سرور اور مسولینی اور ان کے علاوہ بھی بکثرت چھوٹی چھوٹی نظمیں متنوع اہم موضوعات و مسائل پر ایسی ہیں جن کا ایک ایک مصرع اور ایک ایک لفظ اپنی جگہ نہایت حسین پرمعنی اور خیال انگیز ہیں۔۱۲؎

ان نظموں کی بدولت ضربِ کلیم کا فکری درجہ کہیں زیادہ بلند ہو جاتا ہے۔ یہ نظمیں ایجاز کا اعجاز ہیں اور فکری طور پر انتہائی نفیس ہیں۔ضربِ کلیم میں موجود حصہ "عورت" میں موجود نظمیں دقیقہ سنجی اور معنی آفرینی نیز جدتِ فکر کا منہ

بولتا فکری ثبوت ہے۔ یہ ملکہ شعری ضربِ کلیم کو یقیناً فکر وفن کے مسلسل اور عمومی ریاض کی بدولت نصیب ہوا۔

بہت رنگ بدلے سہ پہر بریں نے
خدایا یہ دنیا جہاں تھی وہیں ہے
تفاوت نہ دیکھا زن و شو میں میں نے
وہ خلوت نشیں ہے یہ خلوت نشیں ہیں
ابھی تک ہے پردے میں اولاد آدم
کسی کی خودی آشکار نہیں ہے ۱۳؎

مجموعی جائزہ:

علامہ اقبال نے ''ضربِ کلیم'' میں بحیثیت مجموعی دورِ حاضر سے ہی مقاومت جاری رکھی۔ تاہم فکری اور عملی جمود اور اس کی علامت بننے والا ملا، مغربی سیاست، وطنیت، قومیت، جمہوریت کی صورت میں اس کے سیاسی مظاہر، مسلمانوں کی اسلام سے عمومی بیگانگی اگر چہ بڑے اہداف تھے لیکن علامہ نے اس مسئلے کو موضوع بنایا جس کا واسطہ فرد اور عصر حاضر کے معاشرے سے تھا۔

''ضربِ کلیم'' میں فکر اقبال کے اساسی عناصر خودی، عشق، وجدان اور عمل اور ان سے وابستہ ذیلی تصورات، کلام ہند کے مسلمانوں کے لیے مدون کیے تھے لیکن عہد غلامی کی شاعری، آزاد مملکت کے باشندوں کے لیے فکری طور پر چراغِ ہدایت ثابت ہو رہی تھی۔ یہ فکر اقبال کا اعجاز تھا۔

''ضربِ کلیم'' میں عصری مسائل کا محاکمہ کیا گیا ہے۔ مختلف عنوانات کے ذریعے علامہ نے معاصر زندگی سے وابستہ مسائل ومباحث، عقائد وتصورات کا تجزیاتی مطالعہ کرتے ہوئے فلسفہ خودی کی روشنی میں ان کے مثبت اور منفی کردار کا تعین کیا اور فکری اہمیت متعین کی ہے۔ انہوں نے اس مقصد کے لیے مختصر نظمیں لکھیں۔ ایسی مختصر نظمیں جن سے علامہ اقبال نے عملاً یہ ثابت کر دیا کہ وہ اپنی فکری خصوصیات کو۔ طویل نظموں میں سمو سکتے ہیں۔

''ضربِ کلیم'' میں اہم قومی اور ملی مسائل پر خاصی تعداد میں مختصر نظمیں ملتی ہیں جو علامہ کی فکری پختگی کی دلیل ہیں۔ ''ضربِ کلیم'' میں محض پانچ غزلیں ملتی ہیں لیکن تمام غزلیں فکری وحدت کی بنا پر مزاجاً نظم کے قریب ہو جاتی ہیں۔ ''ضربِ کلیم'' کی نظموں کا اختصار، خطابیہ انداز اور عمومی زندگی کے مسائل کے بارے میں دوٹوک اسلوب میں بات کرنے سے یوں محسوس ہوتا ہے کہ جہانِ دانش کی عمر بھر کی سیاہی کے بعد علامہ اقبال نے جو کچھ حاصل کیا اسے عمر بھر کے تجربات اور غور وفکر کا حاصل بنا کر ضرب کلیم میں سمو دیا۔

حواشی:

۱۔ فرمان فتح پوری، ڈاکٹر، اقبال سب کے لیے، (لاہور: وقار پبلی کیشنز، ۲۰۱۴ء) ص ۳۶۴

۲۔ محمد منور، پروفیسر، میزان اقبال، (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، ۲۰۰۳ء) ص ۱۹۰

۳۔ عبدالمغنی، ڈاکٹر، اقبال کا نظامِ فن، (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، ۱۹۹۰ء) ص ۴۴۷

۴۔ محمد اقبال، ڈاکٹر، کلیات اقبال (اردو)، (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، ۲۰۰۰ء) ص ۲۲/۵۵۲

۵۔ ایضاً، ص ۲۶/۵۲۶

۶۔ ایضاً، ص ۲۸/۵۲۸

۷۔ ایضاً، ص ۲۹/۵۲۹

۸۔ ایضاً، ص ۷۳/۵۷۳

۹۔ ایضاً، ص ۲۳/۵۲۳

۱۰۔ ایضاً، ص ۷۳/۵۷۳

۱۱۔ ایضاً، ص ۲۷/۵۲۷

۱۲۔ عبدالمغنی، ڈاکٹر، اقبال عالمی ادب، (لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، ۱۹۹۰ء) ص ۲۸۔۴۲۷

۱۳۔ محمد اقبال، ڈاکٹر، کلیات اقبال (اردو)، ص ۶۰۵